اخوندزادہ عبدالقیوم فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
صدر مدرس و مفتی مدرسہ اظہار الاسلام چکوال

اسلام میں خلافت کا تصور

اور

مقامِ خلافتِ راشدہ

خلافت | خلافت کا لغوی معنی نیابت اور قائم مقامی کے ہیں۔

الخلافۃ، النیابۃ عن الغیر اما لغیبۃ المنوب عنہ واما لموتہ واما لعجزہ واما لتشریف المستخلف (مفرداتِ راغب)

لفظِ خلافت خود بھی اپنے مفہوم و منشاء کو ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ایک اصل کا سایہ، ایک آئینہ کا عکس، اور ایک حقیقی منصب کی قائم مقامی ہے۔

خلافت قرآن میں! | قرآنِ حکیم میں خلافت، استخلاف فی الارض، وراثت، اور تمکین فی الارض سے مقصود قومی اقتدار و ریاست اور قوموں اور ملکوں کی حکومت و سلطنت ہے۔ یعنی دنیا میں نوع انسانی کی ہدایت و سعادت کے لئے ایک خاص اور ذمہ دار حکومت قائم ہو۔ جو کفر و شرک، ظلم و جور اور ضلالت و طغیان سے اس زمین کو پاک کر دے اور دنیا میں عبادت و طاعت، امن و سکون اور راحت و طمانیت قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہمہ گیر قانونِ عدل کو نافذ کر کے کرۂ ارضی کو سعادت و شرافت کی بہشت زار بنا دے۔

منصبِ نبوت! | حق تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے سلسلۂ نبوت قائم فرمایا۔ ہر نبی حق تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے سب سے پہلے خلیفۃ اللہ حضرت آدمؑ ہیں انی جاعل فی الارض خلیفہ ہر نبیؑ نے اپنی اپنی امت کی پوری پوری اصلاح فرمائی۔ منکرات مٹائے اور نیکیاں پھیلانے میں اپنی پوری قوتیں صرف کر دیں یہاں تک کہ پیغمبر آخر الزمان، سرورِ کون و مکاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ چونکہ آپ

حق تعالیٰ کے آخری خلیفہ اور خاتم الانبیاء تھے۔ اس لئے جب تک آپ کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد العین، خدا کے قانون کو خدا کی زمین پر بلا زحمت قائم کرنا" پورا نہیں ہوا آپ کو عالم قدس کی طرف بلانے کی دعوت نہیں دی گئی اور جب خدا کا آئین مکمل کر دیا گیا اس کی تعلیم اور عملی تشکیل پورے طور پر کر دی گئی اور خدا کی زمین پر اسلام کا مکمل آئین پوری تمکین و قدرت کے ساتھ نافذ ہونے لگا تو قرآن مجید نے اعلان کر دیا۔ کہ اب بعثت تامہ کا مقصد پورا ہو گیا۔

خلافت نبوت

لہٰذا اب رسالت کے فرائض کی انجام دہی باقی ہے۔ اس کو آپ کے خلیفہ انجام دیتے رہیں گے اس عظیم مقصد کے پیش نظر زبان نبوت سے ارشاد ہوتا ہے۔

"تم سے پہلے بنی اسرائیل میں انبیاء اور پیغمبر سیاست کرتے تھے جب ایک پیغمبر فوت ہوتا تو دوسرا پیغمبر پیدا ہو جاتا تھا لیکن پیغمبری اور نبوت اب ختم ہو گئی تم میں خلفاء ہوں گے (صحیحین)

آپ نے اپنے بعد کے جانشینوں کو خود لفظ "خلفا" سے تعبیر فرما کر واضح کر دیا کہ وہ آپ کے نائب اور قائم مقام ہوں گے۔ "علیکم بسنتی وبسنۃ الخلفاء الراشدین" درحقیقت خلافت و امامت پیغمبری کی نیابت اور قائم مقامی ہے۔ گویا اسلام میں نبوت کے بعد خلافت سب سے بڑا درجہ اور اہم رتبہ ہے اس لئے خلیفہ کا فیصلہ اور حکم شرعاً واجب الاطاعت ہوتا ہے

خلافت کے فرائض

اسلام میں خلافت کے وسیع اور عالمگیر فرائض جن کے تحت دینی اور دنیوی مقاصد کی تکمیل آ جاتی ہے ان کی اجمالی تشریح صرف ایک فقرہ میں کی جا سکتی ہے "پیغمبر کے کاموں کو قائم، باقی اور ہر خارجی آمیزش سے پاک و صاف رکھنا" صحیح اور جامع الفاظ میں اس کو "اقامت دین" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

خلافت کے شرائط

آپ کے بعد آپ کے خلفا اور جانشینوں کا ان تمام ضروری اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے جن کی" اقامت دین" جیسے اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے اشد ضرورت ہے چونکہ منصب خلافت متعدد حیثیتوں سے مرکب ہے۔ اس لئے اسلام نے ایک خلیفہ کے لئے ہر حیثیت کے لحاظ سے ضروری اوصاف بتلائے ہیں۔

ویشترط ان یکون من اهل الولایۃ المطلقۃ الکاملۃ بان یکون مسلماً حراً ذکراً عاقلاً بالغاً سائساً یقوی رایہ و رؤیتہ ومعونتہ باسہ وشوکتہ

یعنی ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جائے جس میں حسب ذیل اوصاف پائے جائیں۔ مسلمان ہو، آزاد ہو، مرد ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، صاحب رائے ہو نظر ہو۔ تدبیر و انتظام کی پوری پوری صلاحیت

قادراً بعلمہ وعدالتہ وکفایتہ وشجاعتہ علیٰ تنفیذ الاحکام و حفظ حدود الاسلام و انصاف المظلوم من الظالم عند حدوث المظالم الخ (کذا فی شرح الفقہ الاکبر للقاری و شرح المقاصد و فتح الباری ونیل الاوطار و شرح المواقف والنسفی وغیرہ)

رکھتا ہو، احکام شریعت کا محافظ ہو، ان کے جاری و نافذ کرنے اور اسلامی ممالک کی حفاظت اور دشمنوں کی روک تھام کے لئے جس قدر علمی و عملی قوتوں کی ضرورت ہے وہ اس میں موجود ہوں۔ اتباع شریعت عدل و انصاف، شجاعت و ہمت و شوکت و صولت ساری صفتیں اس میں ہونی چاہییں۔

استحقاقِ خلافت ان ہی فضائل و کمالات کے لحاظ سے قرآن و حدیث میں ایسے مخصوص اشارات پائے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافتِ کاملہ کا مستحق صرف صحابہؓ کا گروہ تھا چونکہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ صحابہؓ کا پورا گروہ خلیفہ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے خود اس گروہ میں ایسے مخصوص قیود و اوصاف کا اضافہ کیا گیا جس سے خلافت کا مفہوم بالکل واضح اور مکمل ہو جاتا ہے۔

مخصوص اوصافِ خلافت در قرآن و سنت چنانچہ قرآن و حدیث کے اشارات و تلویحات تکمیلِ مفہوم خلافت کے لئے جن مخصوص اوصاف کی ضرورت بتلاتے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) خلیفہ مہاجرین اولین سے ہو صلح حدیبیہ اور دیگر اہم غزوات میں شریک ہونے کے علاوہ سورۂ نور کے اترنے کے وقت بھی موجود رہا ہو۔

(سورہ حج ۴۱۔ سورہ فتح ۲۹)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ (سورہ نور ۷)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے یا نیک کام کئے۔ ان سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین کا خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان لوگوں کو بنا چکا ہے جو ان سے پہلے تھے اور ان کے اس دین کو جو ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوط کرے گا۔

اس آیت میں "منکم" سے مراد وہی جماعت ہے جو نزول آیت کے وقت موجود تھی اور اسی جماعت سے خدا نے خلافت کا وعدہ کیا ہے اگر بعد میں آنے والے مسلمان بھی مراد ہوتے تو پھر ایمان اور عمل صالح کی قید کے ساتھ "منکم" کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۲) ... مبشر بالجنۃ ہو۔

(۳) امت کے طبقۂ علیا میں شامل ہو۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اس سے مستحق خلافت جیسا ہو مثلاً آپ نے اس کے استحقاق خلافت کا ذکر کیا ہو اور جو کام خلافت سے تعلق رکھتے ہیں آپ نے اپنی زندگی میں اس کو ان پر مامور کیا ہو۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ؐ سے کیا گیا وعدہ خلیفہ کی ذات سے پورا ہوتا ہو۔

(۶) اس کا قول حجت ہو		(ملخصاً از ازالۃ الخلفاء)

خلافت راشدہ ان اوصاف مذکورہ کا مجموعہ صرف خلفاء اربعہ کی ذات تھی سب جانتے ہیں کہ حضورؐ کے چاروں یار مہاجرین اولین میں سے تھے۔ صلح حدیبیہ، بدر، احد اور دیگر اہم غزوات میں شریک تھے سورۂ نور کے اترنے کے وقت موجود تھے۔ مبشر بالجنۃ تھے امت کے طبقۂ علیا سے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بزرگوں کے ایسے اوصاف بیان فرمائے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مستحق خلافت ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:-

"میری امت میں سب سے زیادہ رحمدل ابوبکرؓ۔ خدا کے بارے میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ سب سے زیادہ حیادار عثمانؓ۔ سب سے بڑے قاضی علی بن ابی طالب ہیں۔"

(خلفائے راشدین از معین الدین ندوی)

خدا تعالیٰ نے آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ... اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ الخ میں اپنے پیغمبرؐ سے اقامت الصلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ، امر بالمعروف نہی عن المنکر اور تمکین و تقویت دین کے جو وعدے کئے تھے وہ ان ہی زمانے میں پورے ہوئے۔ قرآن مجید میں اس کے علاوہ اور بھی کئی نظائر موجود ہیں۔

المرام اینکہ خلفاء اربعہ کی خلافت خاصہ و راشدہ ٹھیک ٹھیک طریق نبوت و سنّت پر قائم تھی۔

خلفاء راشدین کا دور داعی اسلام کی طرح خلافت ارضی، حکومت و سلطنت نظام و قوام سیاست قیادت فوج و حرب، فتح و عمران ممالک، اقامت مجالس شوریٰ حکمرانی کے تمام مناصب اور اس قسم کے تمام نظری عملی قوتوں اور تمام منصوبوں کا جامع تھا۔

گویا ان کا وجود اور ان کے اعمال، نبوت کا ایک آخری جزء تھے۔ یہی وجہ ہے کہ "عضوا علیہا بالنواجذ" کے حکم میں سنّت نبوت کی طرح سنّت خلافت راشدہ بھی داخل ہے۔ خلافت راشدہ اور اسلام کا آپس میں ایسا مضبوط رشتہ ہے کہ ایک بغیر دوسرا قائم نہیں رہ سکتا۔

طریق انتخاب خلافت خلفائے راشدین کے زمانے میں خلیفہ کا طریق انتخاب شوریٰ پر مبنی اور جمہوری تھا مگر موجودہ جمہوری ریاستوں کے طریق انتخاب سے مختلف تھا۔ خلیفہ کے انتخاب کا حق امت کو حاصل تھا۔ " امرہم شوریٰ بینہم " کی بنیاد پر قوم اور قوم صاحب الرائے حضرات (اہل حل و عقد) شرائط و مقاصد خلافت کے مطابق اپنا خلیفہ منتخب کرتے تھے۔ نسل اور خاندان کو اس سے کوئی دخل نہ تھا۔

خلیفہ اول کا انتخاب عام جماعت میں ہوا۔ خلیفہ دوم کو خلیفہ اول نے نامزد کیا۔ اور اہل حل و عقد نے منظور کر لیا۔ خلیفہ سوم کا انتخاب جماعت شوریٰ نے کیا۔ خلیفہ چہارم کی بیعت بھی اہل حل و عقد نے کی۔

ضیاء للعجب تعجب ہے ان لوگوں پر جن کی حضرت علیؓ کی خلافت و امامت کا تو اقرار ہے مگر معنیٰ خلافت و امامت اور اس کی تشریح و توضیح میں عقیدہ علیؓ سے فرار ہے حضرت علی کا ارشاد ہے:

و انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان	شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے پس جس شخص پر
اجتمعوا علی رجلٍ وسموہ اماماً کان ذلک	وہ اتفاق کر لیں اور اس کو امام نامزد کر دیں اس میں
للّٰہ رضیً	اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔ نہج البلاغہ طہران ص ۳۹۶

طرفہ تماشا یہ کہ حضرت علیؓ تو اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا اقرار و اعتراف اور شرعاً اس کو ضرور قرار دے رہے ہیں بلکہ خلفائے ثلاثہ کے طریق انتخاب کو اپنی خلافت کی دلیل میں پیش فرماتے ہیں۔

انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علی ما بایعوا ھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد الخ

ترجمہ:- بلاشبہ جو قوم جس مذہب پر ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ کی بیعت ہوئی تھی وہی قوم اسی مذہب پر میری بیعت ہوئی ہے پس حاضر کے لئے اختیار کا حق نہیں اور غائب کے لئے رد کرنے کا۔

مگر محبان علیؓ کو ان کا یہ عقیدہ راس نہیں آتا۔ شاید یہ اس لئے کہ ان کے عقیدہ میں اپنے امام کے خلاف بھی شور و غوغا کرنا بھی کوئی کار خیر اور باعث اجر عظیم ہے جس کو وہ تقیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ اور نظام خلافت راشدہ حضرت علیؓ نے نہ صرف اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو تسلیم کیا بلکہ اپنے دور (خلافت راشدہ) میں باوجود اقتدار اعلیٰ (منصب خلافت راشدہ) پر فائز ہونے کے ان ہی کی پیروی کو ضروری سمجھا (جس کو شیعوں کی معتبر کتاب نہج البلاغہ کے حوالہ سے اوپر لکھا دیا گیا ہے) اور اسی قانون کو نافذ کیا جس کو اصحاب ثلاثہ نے اپنے دور خلافت راشدہ میں نافذ کیا تھا۔

یہ تاریخی حقیقت اس قدر واضح اور اظہر من الشمس ہے کہ عداوت صحابہؓ کے مریض کو بجائے انکار کے تقیہ کا عقیدہ رائج کرنا پڑا۔

فقہ جعفریہ؟ تعجب ہے کہ پھر بھی ان لوگوں کو پاک سرزمین میں فقہ جعفریہ (جس کی بنیاد عداوت صحابہؓ، جس کے احکام تحریف قرآن پر مبنی اور جس کا نفاذ یعنی متعہ وغیرہ سراسر ضلالت ہے) کے نفاذ کا جنون ہے۔

کیا مجنونان فقہ جعفریہ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے دور اقتدار میں فقہ جعفریہ کا قانون نافذ کیا ہو ہرنتہ یہ نہیں بلکہ یہ لوگ اپنے گیارہویں امام حضرت حسن عسکری کے دور امامت تک فقہ جعفریہ کے قانونی نفاذ کا نام ونشان تک نہیں بتا سکتے۔ متحدہ ہندوستان میں انگریزی دور اقتدار سے قبل ۸۰۰ سال تک وہی قانون اور وہی فقہ (فقہ حنفی) نافذ رہی جس کی بنیاد نظام خلافت راشدہ تھی۔

خدا جانے یہ فقہ جعفریہ کہاں سے آئی؟ کن لوگوں کے لئے آئی؟ اور کہاں نافذ ہو گی؟ ؎

وہ خود بتائیں کہ روشن ہے آفتاب کہاں
مجھے یہ ضد بھی نہیں ہے کہ دن کو رات کہوں

انکار خلافت راشدہ اور اس کے برے نتائج خلافت راشدہ موعودہ ومسلمہ کے انکار سے سارے دین کو مشکوک کرنے والے جو برے نتائج پیدا ہوتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:۔

(۱) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا ناقص ہونا لازم آتا ہے۔
(۲) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد (اعلائے کلمۃ اللہ) فوت ہو جاتا ہے۔
(۳) اللہ تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آتا ہے (العیاذ باللہ) کہ قرآن حکیم میں ایسے لوگوں کے فضائل بیان کئے جو ان کا صحیح مصداق نہ تھے۔
(۴) قرآن حکیم کی پیشین گوئیاں اور بشارتیں سب غلط ثابت ہوتی ہیں۔
(۵) وعدہ استخلاف باطل ٹھہرتا ہے۔ (از مقدمہ آفتاب ہدایت)

خلافت راشدہ کے انتظامی، معاشرتی اور تعلیمی نظام کا اجمالی جائزہ

محکمہ جات خلافت راشدہ کے مبارک دور میں آمدنی کے بڑے بڑے ذرائع خراج، زکوٰۃ، جزیہ، مال غنیمت اور عشور (تجارتی ٹیکس) تھے جن کا باقاعدہ حساب رکھنے کے لئے حضرت عمرؓ کے دور میں دیوان (محکمہ مالیات) قائم ہوا۔ مقدمات کا فیصلہ قرآن وحدیث کے واضح احکام کی روشنی میں قضا "محکمہ انصاف" قائم کیا گیا۔ "پولیس اور جیل خانہ جات" کا محکمہ قائم ہوا۔

فوجی نظام! ۱۵ھ میں باقاعدہ طور محکمہ فوج کی بنیاد رکھی گئی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسلامی فوج کی تعداد دس لاکھ مسلح سپاہیوں تک پہنچ گئی۔ مدینہ۔ دمشق۔ فسطاط۔ بصرہ اور کوفہ

میں بڑی بڑی فوجی چھاؤنیاں قائم کی گئیں ۔

تجارت یوں تو قرآنی شہادت (رحلۃ الشتاء والصیف) کے مطابق عرب کا تجارتی کاروبار وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا تھا۔ مگر خلفاء راشدین کے دور میں اس کا دائرہ اور بھی وسیع ہو گیا۔ ایران، مصر اور شام کی فتوحات کے بعد جب عرب تاجروں کے تعلقات پاک و ہند، جاوا، سماٹرا، انڈونیشیا اور چین کے ساتھ قائم ہو گئے۔ تو مفتوحہ علاقہ سے عربوں کی تجارت خوب چمکی۔ حضرت طلحہؓ بڑے تاجر تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کا تجارتی سامان چھ سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا۔

تعلیم و تعلم اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور امت کو اعلیٰ تعلیمی معیار پر لانے کی غرض سے خلفائے راشدین نے اپنے زمانے میں جا بجا علم و حکمت کے مراکز قائم کئے صرف یہ نہیں بلکہ اس دور سعادت میں ہر مسجد مرکز رشد و ہدایت ہوتی تھی۔ جن کی بدولت بعد میں فقہا کی اچھی خاصی تعداد وجود میں آ گئی۔ جو مفتیوں، قاضیوں اور ججوں کی حیثیت سے لوگوں کی رہنمائی کرنے لگے۔

تہذیب و تمدن اسلامی تعلیمات نے تہذیب و تمدن کے اعتبار سے بھی عربوں کا معیار بلند کیا صحت و صفائی اور لباس و طعام میں ضروری ہدایات کے ساتھ ساتھ مصنوعی تکلفات سے بھی ان کو دور رکھا۔ ان کی یہی سادہ زندگی اور ان کے پاکیزہ اخلاق اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بنے۔ اسلامی اخلاق اور اسلامی تہذیب و تمدن سے محکوم قومیں حد درجہ متاثر ہو کر حلقہ اسلام میں داخل ہوئیں ۔

بقیہ جلسہ دستار بندی ۔

اور قدیم معمول کے مطابق رمضان شریف سے قبل ہی حاجیوں کے جہاز روانہ کئے جائیں اہل اسلام کو مطمئن کرے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں ہر قسم کی آسانیاں پیدا کرے ۔

۲۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا یہ عظیم الشان سالانہ اجلاس پاکستان گورنمنٹ کے اس طرز عمل کو انتہائی تشویشناک سمجھتا ہے کہ پاکستان اسٹینڈرڈ کی ہرزہ سرائی کے خلاف ملک بھر کے مطالبہ پر ابھی تک اس نے کوئی عملی اقدام نہیں کیا۔ صوبہ سرحد کا عظیم الشان نمائندہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اخبار مذکور اور اس کے مدیر کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ اور آئندہ کے لئے تحفظ ناموس رسالت و احترام سنت کے لئے ایسا قانون نافذ کیا جائے جس سے اس قسم کے تمام جرائم کا مکمل انسداد ہو جائے ۔

MFTM-5-77

Asiatic